مقدمہ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم امابعد !

کسی بھی مسلمان کے لیے زیادہ قابل یقین بات قرآن وحدیث کی ہونی چاہیےاس لئے کہ یہ اللہ علیم وخبیر کا نازل کردہ دین ہے جومخلوق کے ہرقسم کے حالات سے واقف ہے۔ان کی ضروریات اور مصالح ومفاسد کواچھی طرح جانتا ہے۔دیگرمخلوقات کی بنسبت انسان کی رہنمائی کے لیے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ شروع کیا۔ہر نبی اپنے اپنے وقت میں اپنی امت کوان کے نفع ونقصان،خیروشر،دنیوی واخروی کامیابیوں وناکامیوں سے آگاہ کرتے تھے۔نبی کے دنیا سے چلے جانے کے بعداس کی امت میں عام طور پر دوگروہ بن جاتے تھے۔کچھ تومخلص متبعین ہوتے تھے جوخود بھی نبی کی تعلیمات پرعمل پیرارہتے تھےاوردوسروں کوبھی اس کی دعوت دیتے تھے۔

انسان پر احکام الٰہی کے ساتھ ماحول اور معاشی ومعاشرتی حالات کا بھی اثر ہوتا ہے ۔بعض معاشرتی اثرات انسان کے شعورکواس قدرمتاثرکرلیتے ہیں کہ اس کی ایک خاص عادت وخصلت ایسی پختہ ہوجاتی ہے کہ جسے بدلنے کے لیے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت پڑتی ہے۔انسان کے ان معاشرتی حالات میں سے ایک حالت ہے ’’غلامی‘‘۔چونکہ غلام کی خواہشات،احساسات،میلانات دوسروں کے احکام کے پابند ہوتے ہیں،اس لئے وہ اندر ہی اندرسلگتا،کڑھتارہتاہےاوراپنے غصے کااظہارنہیں کرسکتا کیونکہ وہ مجبورومقہوراور ماتحت ہے۔اگرغلامی کی یہ حالت سالوں بلکہ صدیوں تک رہےتواس کے برے اثرات نسلوں تک منتقل ہوتے رہتے ہیں اور پھرایسی قوم دنیا کی ہرقوم سےنفرت کرنے لگ جاتی ہے۔وہ اپنی مجبوری ومقہوری کا انتقام تمام دنیا کے آزادلوگوں سے لینا چاہتی ہے۔اس طرح وہ خودبھی قابل نفرت قوم بن جاتی ہے۔ان سے خیرکی توقع کبھی نہیں رکھی جاسکتی۔اس کی مثال ہمارے سامنے ’’یہود‘‘ کی صورت میں موجود ہے۔سیدنا یوسف علیہ السلام کے چندسال بعدتک مصرپرحکمرانی کرنے کے بعد جب عمالقہ نے اقتدارسنبھالا اوررفتہ رفتہ اولادِ یعقوب یعنی بنی اسرائیل غلام بنے،فراعنہ مصرنے رسوائی کی زندگی ان کا مقدرکردی،غلامی ان میں نسلوں تک جاری رہی توان کے مزاج میں آزادانسانوں سےنفرت رچ بس گئی۔جناب موسیٰ علیہ السلام نے انہیں اس ذلت سے آزادی دلائی مگرانہوں نے احسان ماننے کے بجائے بزدلی اور بدطینی کی بناء پر

جناب موسیٰ علیہ السلام کو میدان ''تیہ'' میں پریشان وسرگرداں رکھا۔انہیں مختلف ایذائیں دیں۔پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی ناکام سازش کی۔

ان کے بعد جناب محمد ﷺ کی بعثت کے بعد یہود نے اپنی فطری بدباطنی کے سبب آپ ﷺ کے خلاف خفیہ واعلانیہ سازشیں کیں اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔اسی لئے اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ سے تعلقات رکھنے یا ان سے کسی قسم کی خیر کی توقع رکھنے سے منع کیا ہے۔انہیں مسلمانوں کا بدترین دشمن قرار دیا ہے مگر بعض سادہ لوح یا مطلب پرست نام نہاد مسلمان قرآن مجید کے واضح احکامات کو نظر انداز کر کے ان دشمنان دین وقاتلان انبیاء علیہم السلام سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہیں۔ایسے نام نہاد مسلمانوں کو قرآنی احکامات سے روشناس کروانے کے لیے امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مجموعہ توحید میں ایک باب ''الولاء والبراء'' کے عنوان سے لکھا جس میں قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہود یا کسی نصاریٰ سے دوستی جائز نہیں ہے۔

اس اہم مسئلہ کو ہر خاص وعام تک پہنچانے کے لیے اپنا تبلیغی فرض پورا کرنے کی کوشش ٹرسٹ نے بخوبی ادا کی ہے۔کتاب کو آسان فہم،سلیس اردو زبان میں منتق کرنے کا سہرا جناب خلیق الرحمٰن قدر صاحب کے سر ہے جنہوں نے اس اہم مسئلہ پر مشتمل عربی کتاب کو خوش اسلوبی سے اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو مصنف،مترجم،ناشران ومعاونین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے اور مسلمانوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنادے آمین۔

عبدالعظیم حسن زئی

استاد جامعہ ستاریہ گلشن اقبال کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے کفار اور مشرکین سے دشمنی اور عداوت کو فرض قرار دیا ہے اور اس کو اختیار کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ اسی طرح کفار اور مشرکین کے ساتھ دوستی کرنے اور محبت کرنے کو حرام قرار دیا اور سختی سے اس بات کو منع فرمایا ہے۔

اس ممانعت کی شدت کو اس بات سے سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں توحید کی فرضیت اور شرک کی حرمت کے بعد سب سے زیادہ اسی حکم کا تذکرہ موجود ہے کہ مشرکین سے دوستی حرام اور ان سے دشمنی فرض ہے۔

قرآن حکیم سے دلائل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُون . (البقرة : ١١)

''اور جب ان سے کہا جائے کہ تم زمین میں فساد مت کرو وہ کہتے ہیں ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں''۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''منافقین اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے زمین میں فساد پھیلاتے ہیں جن اعمال سے ان کو روکا جائے اسی کا ارتکاب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کو ضائع کرتے ہیں''۔

یہ اللہ کے دین کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا رہتے ہیں حالانکہ یہ دین دلی تصدیق اور اس کی حقیقت پر ایمان لائے بغیر قبول نہیں ہوتا اور یہ منافقین اپنے جھوٹے دعوؤں سے مومنین کو جھٹلاتے ہیں حالانکہ اپنے

دعوؤں کے برخلاف وہ خود جھوٹ اور شک پر قائم ہوتے ہیں۔اور کبھی یہ موقع پا جائیں تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے مقابلہ میں اللہ اور اس کے رسولوں اور نازل کردہ کتابوں کو جھٹلانے والوں کے مددگار بنتے ہیں دراصل یہی لوگ حقیقی فساد پھیلانے والے ہیں۔

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: درحقیقت مومنوں کا کافروں کو دوست ٹھہرانا ہی فساد فی الارض ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِ یْنَ كَفَرُوا بَعْضُهُم أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ. (الانفال:۷۳)

''کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم نے ایسا (یعنی آپس میں گہری دوستی کا تعلق قائم) نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور زبردست فساد پیدا ہو جائے گا''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین اور کفار کو باہم دوستی سے منع فرمایا ہے اسی مضمون کی ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَـاأَيُّهَـا الَّـذِ یْنَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُ وا الكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِيْن أَتُرِيْدُ ونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا . (النساء : ۱۴۴)

''اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی حجت قائم کرلو؟

ایک طرف اس طرح کے واضح احکامات ہیں دوسری طرف لوگوں کا یہ کہنا کہ (انما نحن مصلحون) ہم تو صرف اصلاح کرتے ہیں یعنی ہم تو چاہتے ہیں ہم مسلمان اور کافروں دونوں فریقوں کے درمیان رہیں اور ان کی اصلاح کریں بالکل غلط سوچ ہے ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ . (البقرة : ۱۲)

''خبر دار درحقیقت یہی فساد کرنے والے ہیں''

اس کے بعد امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حد سے گزر رہے ہیں اور یہ گمان کر رہے ہیں کہ ہم اصلاح کر رہے ہیں۔حالانکہ یہی تو عین فساد ہے لیکن یہ جہالت کے مارے سمجھ نہیں رہے کہ (بیک وقت مومنین اور کفار سے دوستی رکھنا بجائے خود فساد ہے) ہم نے اکثر اوقات دیکھا ہے کہ جب ان لوگوں سے

دریافت کیا جائے کہ کیا بات ہے، تم برائیاں اور فساد پھیلانے والوں کی محفلوں اور مجالس میں کیوں بیٹھتے ہو؟ وہ فوراً جواب دیتے ہیں: ہم تو ان سے دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں، ان کی وجہ سے ہمارے معاملات زندگی سنور اور سدھر جاتے ہیں، ہمارے تو ان کے ساتھ اچھے مراسم ہیں، ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے ان لوگوں کے سلسلے میں کبھی اللہ سے اچھا گمان نہیں رکھا اگر کبھی یہ لوگ غالب آ گئے اور مومنین مغلوب ہو گئے تو ہمارا کیا بنے گا۔ یہ لوگ اللہ سے اسی بدگمانی کی بناء پر اہل باطل کو اپنا دوست بناتے ہیں، ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا ضروری سمجھتے ہیں ۔ یہ لوگ ہر حال میں ان کے ساتھ راضی رہتے ہیں، گویا زبان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ **نَخْشٰی أَنْ تُصِیْبَنَا دَائِرَۃ** (المائدہ:۵۲) ترجمہ: ''ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی مصیبت نہ آ جائے''۔ (یعنی یہ لوگ صرف اس بنا پر کفار سے دوستی رکھتے ہیں کہ یہ کہیں ہمارے لئے کوئی پریشانی نہ کھڑی کر دیں۔ ان کو اللہ اور عذاب آخرت کا کوئی خوف نہیں بلکہ دنیا کی پریشانی سے بچنے کے لیے کفار سے دوستی ضروری سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلا اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَکِنْ لَّا یَشْعُرُونَ . (البقرۃ : ۱۲)

''جان رکھو کہ یہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں مگر یہ سمجھ نہیں رکھتے'' اور فرمایا:

بَشِّرِ الْمُنَافِقِیْنَ بِأَنَّ لَھُمْ عَذَابًا أَلِیْمًا (۱۳۸) اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُونَ الکَافِرِیْنَ أَوْلِیَاءَ مِنْ دُونِ الْمُومِنِیْنَ أَیَبْتَغُونَ عِنْدَھُم العِزَّۃَ فَإِنَّ العِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا . (النساء : ۱۳۸)

''منافقوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب یقینی ہے جن کی حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں۔ کیا ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری کی ساری اللہ کے قبضے میں ہے''۔

پھر اسی سورت کی دوسری آیت میں فرمایا:

یَا أَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الکَافِرِیْنَ أَوْلِیَاءَ مِنْ دُونِ الْمُوْمِنِیْنَ أَتُرِیدُونَ أَن تَجْعَلُوا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطَانًا مُبِیْنًا . (النساء : ۱۴۴)

اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم کر لو؟

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی صفات بیان کی ہیں جو

مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں، یہ درحقیقت ان کے ساتھ ہی ہیں اور ان کے ساتھ خفیہ آشنائی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ مومنوں سے علیحدگی میں اپنے دوستوں (مشرکین) سے کہتے ہیں:

اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُ وْنَ . (البقرہ : ۱۴)

ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق کرر ہے تھے۔

یعنی ہمارا مومنوں سے اظہار محبت مذاق کے طور پر ان سے ظاہری موافقت کی حد تک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں سے دوستی کرنے والوں سے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ:

أَ يَبتَغُونَ عِندَهُم العِزَّة .

کیا یہ لوگ ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟

پھر یہ وضاحت فرمائی کہ عزت اور سربلندی تو فقط اللہ وحدہ لاشریک کے پاس ہے۔ یا اس کو عزت ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ عزت بخش دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ العِزَّةَ فَلِلّٰهِ العِزَّةُ جَمِيعًا . (فاطر : ۱۰)

جو شخص عزت کا متلاشی ہے وہ جان لے کہ عزت تو تمام کی تمام اللہ کے پاس ہے۔

اسی بات کو دوسری آیت میں یوں بیان فرمایا:

وَ لِلّٰهِ العِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلمُومِنِيْنَ . (المنافقون : ۸)

اور عزت تو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنین کے لیے ہے۔

ان تمام آیات کا مقصد لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ سے طلب عزت پر ابھارنا ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ اللہ کی بندگی کی طرف مبذول کرائی جائے جن کے لیے اس دنیا میں بھی مدد و نصرت ہے اور قیامت کے دن بھی ۔ان شاء اللہ۔

جب ان مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کافروں سے دوستی کرنا منافقین کا شیوہ ہے: تو یہی بات اس کے حرام و ممنوع ہونے کے لیے کافی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤمِنُونَ الكَافِرِيْنَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ المُومِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيءٍ . (آل عمران : ۲۸)

مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں ۔ جو ایسا کرے گا وہ اللہ کی کسی حمایت میں نہیں ۔

اس آیت میں واضح طور پر منع کیا گیا کہ کافروں سے دوستی نہ رکھو۔ اور فرمایا کہ ''جو ایسا کرے گا، یعنی جو ان سے تعلق رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے تعلق نہ رکھے گا؛ یعنی وہ اللہ سے بری اور اللہ اس سے بری ۔ اس آیت میں (کفار سے دوستی کرنے والوں کیلئے) سخت ترین ڈانٹ اور تنبیہ ہے تاکہ اسلام اور توحید کی حفاظت ہو سکے۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تـری کثیرا منهم الّذ ین کفروا لبئس ما قدمت لهم انفسهم أن سخط الله علیهم وفـي الـعـذ اب هـم خـالـدون (۸۰) ولـو کانوا یؤمنون بالله والنبي وما انزل الیه ما اتخذوهم أولیاء ولکن کثیرا منهم فاسقون . (المائده : ۸۰-۸۱)

''ان میں بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں رکھتے ہیں۔ جو کچھ انہوں نے اپنے لئے آگے بھیج رکھا ہے، وہ بہت برا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا اور یہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے ۔ اگر انہیں اللہ پر اور نبی پر اور جو نبی پر نازل کیا گیا، اس پر ایمان ہوتا تو یہ کفار سے دوستیاں نہ رکھتے، لیکن ان میں اکثر لوگ فاسق ہیں''۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس آیت نے واضح کر دیا ہے کہ اللہ، اس کے رسول اور اللہ کے نازل کردہ دین پر ایمان لانے کے لیے لازم ہے کہ کفار سے دوستی نہ رکھے، یہ اس کے ایمان کا تقاضا ہے۔ اگر دوستی کرے گا تو ایمان نہیں یہ دونوں (یعنی ایمان لانا اور کفار سے دوستی نہ رکھنا) ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کے دوستوں پر اپنی ناراضگی اور ہمیشگی کے عذاب کا وعدہ فرمایا ہے ۔ اور خبر دی کہ کفار کی دوستی (جیسے بڑے) جرم کا ارتکاب صرف وہی کر سکتا ہے جو مومن نہیں کیونکہ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور کتابوں پر ایمان لانے والے تو ان کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی رکھتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ دیگر رسولوں کے طرز عمل کے بارے میں خبر دے رہا ہے۔ (اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یـا أیهـا الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری أولیاء بعضهم أولیاء بعض ومن

يتولهم منكم فانه منهم ان الله لايهدى القوم الظالمين (۵۱) فترى الذين في قلوبهم مرض يسارعون فيهم يقولون نخشى أن تصيبنا دائرة فعسى الله أن يأتي بالفتح أو أمر من عنده فيصبحوا على ماأسروا في أنفسهم نادمين . (المائده : ۵۱-۵۲)

اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ لوگ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہیں میں سے ہے، ظالموں کو اللہ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا۔(اے نبی) آپ دیکھیں گے جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان (کفار) میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے، ایسا نہ ہو کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے، یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لے آئے۔ پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر بہت نادم ہونے لگیں گے۔''

الغرض اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومنوں کو یہود ونصاریٰ ے دوستی کرنے سے روکا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا یعنی جو کسی یہودی کو اپنا دوست بناتا ہے وہ یہودی ہے اور جو کسی عیسائی کو دوست بناتا ہے وہ عیسائی ہے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم میں سے ہر ایک کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ یہودی یا عیسائی بن جائے اور اس کو خبر بھی نہ ہو ۔ابن سیرین کہتے ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ کا اشارہ اسی مذکورہ بالا آیت کی طرف ہے۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی آجاتی ہے کہ جو کسی مشرک سے دوستی رکھے گا وہ مشرک ہے۔ کیونکہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) اور دیگر کفار میں کوئی فرق نہیں پھر اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جن کے دلوں میں بیماری ہے''یعنی جو دین کے بارے میں شکوک وشبہات رکھتے ہیں، وہی تو کفر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم ڈرتے ہیں ہمیں نقصان نہ پہنچ جائے''۔یعنی جب انہیں کفار سے دوستی سے روکا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ مستقبل میں حکومت ان کے

پاس نہ چلی جائے۔وہ ہمارے ملکوں پر غلبہ حاصل کر کے ہمارے جان و مال پر قابض نہ ہو جائیں اور ہم در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور نہ ہو جائیں۔

ذرا بتایئے !اس سے بڑھ کر اللہ سے نا امیدی اور بدگمانی کیا ہوسکتی ہے۔ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الظّانّین باللہ ظنّ السوء علیھم دائرۃ السوء وغضب اللہ علیھم ولعنھم وأعد لھم جھنم وساء ت مصیرا . **(الفتح : ٦)**

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں (دراصل)انہی پر برائی کی گردش ہے ۔اللہ ان پر ناراض ہوا اور ان پر لعنت کی ،اور ان کے لیے دوزخ تیار کی ہے۔ یہ لوٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

فعسیٰ اللہ أن یاتي بالفتح أو أمر من عندہ فیصبحوا علی ما أسروا في أنفسھم نادمین . **(المائدہ : ٥٢)**

بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے، یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لے آئے ،پھر یہ لوگ اپنے دلوں میں چھپائی باتوں پر نادم ہوں گے۔

اور یہ ''ممکن بات'' ہوکر ہی رہی ، بڑی تعریف وستائش ہے اس پروردگار کی جس نے مومنین کی فتح وکامیابی کو ممکن کر دکھایا اور اللہ کے بارے میں نا اُمیدی کے شکار شرمندہ و ناکام ہوکر رہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا أیھا الذ ین آمنوا لا تّخذوا الّذ ین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذ ین أوتوا الکتاب من قبلکم والکفار أولیاء واتقوا ان کنتم مؤمنین . **(المائدۃ : ٥٧)**

اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں۔خواہ ان لوگوں میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے خواہ کفار ہوں۔اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔

اس عظیم الشان آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) اوران کے ماسوا دیگر کفار (ہندو، بت پرست، قبر پرست، دہریئے، کمیونسٹ، جمہوریئے، وغیرہ وغیرہ) سے دوستی ومحبت کرنے سے منع فرمایا ہے۔اوراس بات کی وضاحت فرمائی کہ ان سے دوستی ایمان کے منافی ہے۔درج ذیل طویل آیت میں بھی اس بات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا أیھا الذین آمنوا لا تتّخذوا آباء کم واخوانکم أولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاؤلئک ھم الظالمون (۲۳) قل ان کان آباء کم وأبناء کم واخوانکم وأزواجکم وعشیرتکم وأموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا أحب الیکم من اللہ ورسولہ وجھادٍ فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتي اللہ بأمرہ واللہ لا یھدي القوم الفاسقین . (التوبۃ : ۲۳-۲۴)

اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا ظالم ہے۔(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہاری اولاد تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو، اور وہ حویلیاں (محلات) جنہیں تم پسند کرتے ہو۔اگر یہ سب تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنے والدین اور بھائیوں جو کسی بھی شخص کے سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں، ان سے بھی دوستی ومحبت کرنے سے منع فرمایا ہے۔اگر ان کا دل ایمان سے خالی ہو۔اور فرمایا کہ کافر باپ، بھائی سے دوستی رکھنے والا ظالم ہے۔ذرا غور فرمایئے کہ جو صرف کافر بھائی یا باپ سے محبت کرے تو وہ ظالم ہے اور جو ان کفار ومشرکین سے دوستی کرے وہ نہ صرف اس کے دشمن ہیں بلکہ اس کے ماں باپ اور دین کے بھی دشمن ہیں تو کیا وہ ظالم نہ ہوگا؟ کیوں نہیں وہ تو ظالم ترین ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوٹوک الفاظ میں واضح کردیا کہ ان تمام مذکورہ بالا آٹھوں طبقات کو، کافروں سے دوستی کے لئے عذر کے طور پر پیش نہ کیا جائے۔کیا کسی مسلمان کے لیے جائز ہوگا کہ وہ اپنے باپ یا بھائی سے ڈرتے ہوئے

کافروں سے دوستی کرے؟ یا وہ اپنے شہر، تجارت یا خاندانی تعلقات کی بنا پر ایسا طرزِ عمل اختیار کرے؟ یا اپنی بیوی سے خوفزدہ ہو کر کسی کافر سے دوستی کرے؟

نہیں، ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے تمام عذر کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیئے ہیں کیونکہ مذکورہ تمام چیزیں عذر (یعنی مجبوری) کے زمرے میں ہی نہیں آتیں۔

ایک اعتراض اوراس کا جواب

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت تو جہاد کے متعلق نازل ہوئی ہے جیسا کہ اکثر مفسرین نے کہا ہےاوراس آیت سے کفار سے عداوت کا مسئلہ نکال رہے ہیں۔تو ہم اس کا جواب دوطرح سے دیں گے۔پہلا جواب تو یہ ہے کہ جب یہ آٹھوں افراداشیاءترک جہاد کے لئے جوایک فرض کفایہ ہےعذراور دلیل نہیں بن سکتے تو ظاہر ہے یہ مشرکوں سے عدوات اور دشمنی چھوڑنے کے لیے بدرجہ اولیٰ عذراور دلیل نہیں بن سکتے۔کیونکہ مشرکوں سے براءت اور دشمنی فرض ہے۔دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت بذات خود ہمارے دعوے کے لئے دلیل بن رہی ہے۔آپ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تمہیں اللہ،اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ عزیز ہیں تو اللہ اوراس کے رسول کی محبت مشرکوں سے دشمنی اوران آٹھوں سے ترک تعلق کا تقاضا کرتی ہے۔اوراس آیت میں اللہ اوراس کے رسول کی محبت کو جہاد سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔

جوانصاف پسند شخص ان دلائل کو سنے گا تو فوراً تسلیم کرلے گا کہ اس آیت میں مشرکین سے دشمنی کا ذکر موجود ہےلیکن اگر کسی شخص کی ھٹ دھری یا تعصب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی بصیرت سلب کر لی ہوتو کبھی مان کر نہیں دے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس میں فرمایا:

انّ الذ ین حقّت علیهم کلمة لا یومنون ، و لو جاء تهم کل آیةٍ حتی یروا العذاب الألیم . (۹۷)

یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہوچکی ہے وہ ایمان نہ لائیں گے گوان کے پاس تمام نشانیاں پہنچ جائیں جب تک وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

والّذ ین آمنوا ولم یهاجروا ما لکم من ولایتهم من شي ء حتی یهاجروا .

(الانفال: ۷۲)

اور وہ لوگ جوایمان لائے ہیں لیکن ہجرت نہیں کی تمہارے لئے ان کی کچھ رفاقت (دوستی) نہیں

جب تک کہ وہ ہجرت نہ کرلیں۔

اس کے فوراً بعد اگلی آیت یہ ہے:

ترجمہ:''کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ملک میں فتنہ اور زبردست فساد ہو جائے گا۔ (الانفال:۷۳)

اس آیت میں خبر دی گئی ہے کہ کافروں کی طرح مسلمانوں کو بھی باہمی محبت والفت کے رشتے کو قائم رکھنا چاہیے۔ظاہر ہے کہ جب آپس میں دوستی نہ ہوگی تو کافروں سے تعلق بڑھے گا جس سے فتنہ وفساد پھیلے گا۔اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کی کافر سے دوستی اس کے دین کے فتنے کا سبب بنتی ہے۔کسی کافر سے دوستی لگا کر مسلمان حرام امور کا ارتکاب کرتا ہے،فرائض اسلام کو چھوڑ بیٹھتا ہے اور شریعت سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھنے لگتا ہے۔غرض کافر سے تعلق صرف دوستی کی حد تک نہیں رہتا بلکہ اس سے دین،مال اور مسلمان کی جان تک کو نقصان عظیم پہنچتا ہے۔

ایک طرف تو صورتحال اس قدر بھیانک ہے،دوسری طرف ان فساد وشر پھیلانے والوں کے یہ باطل نظریات کہ مشرکوں کے ساتھ دوستی سے امن وسلامتی ملتی ہے اور سلامتی کا دروازہ کھلتا ہے۔نعوذ باللہ من ذالک۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

ودّوا لو تکفرون کما کفروا فتکون سواء فلا تتّخذوا منھم أولیاء حتی یھاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوھم واقتلوھم حیث وجد تموھم ولا تتّخذ وا منھم ولیا ولا نصیرا . (النساء : ۷۹)

ان کفار کی چاہت تو یہ ہے کہ جس طرح یہ کافر ہیں تم بھی ان کی طرح کفر کرنے لگو،اور پھر (مسلمان کافر) یکساں ہو جاؤ۔جب تک یہ اللہ کی راہ میں اپنے وطن کو نہ چھوڑیں۔ان میں سے کسی کو حقیقی دوست نہ بناؤ۔پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو انہیں پکڑ واور قتل کرو جہاں بھی یہ ہاتھ لگ جائیں۔خبردار!ان میں سے کسی کو بھی اپنا رفیق اور مددگار نہ سمجھنا۔

اس آیت میں کفار کے متعلق یہ خبر دی گئی کہ ان کی خواہش ہے کہ تم بھی انہی کی طرح کافر بن جاؤ۔اور فرمایا کہ جب تک یہ اسلام لانے بعد ہجرت نہ کریں تو ان سے ہرگز دوستی نہ لگاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا أیھا الذین آمنوا لا تتّخذوا عدوي وعدوکم أولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من الحق یخرجون الرسول وایاکم أن تؤمنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادا فی سبیلي وابتغاء مرضاتي تسرون الیھم بالمودۃ وأنا أعلم بما أخفیتم وما أعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل (۱) ان یثقفوکم یکونوا لکم أعداء ویبسطوا الیکم أیدیھم وألسنتھم بالسوء و ودوا لو تکفرون (۲) لن تنفعکم أرحامکم ولا اولادکم یوم القیامۃ یفصل بینکم واللہ بما تعملون بصیر (۳) قد کانت لکم أسوۃ حسنۃ في ابراھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء أبدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ الا قول ابراھیم لابیہ لأستغفرن لک وما أملک لک من اللہ شيء ربنا علیک توکلنا والیک أنبنا والیک المصیر .

(الممتحنۃ : ۱–۴)

اے ایمان والو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ،تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق سے جو تمہارے پاس آ چکا ہے، انکار کرتے ہیں ۔ (یہ لوگ) پیغمبر ﷺ اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور میری رضا کے لیے نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے پاس محبت کا پیغام خفیہ طور پر بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا۔ تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا یقیناً وہ راہِ راست سے بھٹک جائے گا۔ اگر وہ تم پر کہیں قابو پالیں تو وہ تمہارے کھلے دشمن ہو جائیں گے اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں گے۔ اور یہ دل سے چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ، تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد تمہیں قیامت کے دن کام نہ آئیں گی ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔ (مسلمانو!) تمہارے لئے ابرہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں

بہترین نمونہ ہے جب ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بیزار ہیں۔ہم تمہارے عمل کا انکار کرتے ہیں،اور ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی ہے،جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کی تو اتنی بات اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لئے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا بھی اختیار نہیں اے ہمارے رب تجھ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں۔اور تیری ہی طرف (سب لوگوں) کو لوٹنا ہے۔

اور اسی سورت میں یہ بھی فرمایا:

انّما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم في الدین وأخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم أن تولوھم ومن یتولھم فاؤلئک ھم الظالمون. (الممتحنة : ۹)

اللہ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں لڑی ہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہیں گھروں سے نکالنے میں (کفار) کی مدد کرتے ہیں جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ (قطعًا) ظالم ہیں۔

اور اسی سورت میں دوبارہ حکم فرمایا:

یا أیھا الذین آمنوا لا تتولوا قوماً غضب اللہ علیھم قد یئسوا من الآخرة کما یئس الکفار من أصحاب القبور. (الممتحنة : ۱۳)

اے ایمان والو! تم ایسی قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے۔جو آخرت سے اس طرح مایوس ہو چکے ہیں جیسے کہ قبور میں کافر ناامید ہیں۔

صحاح ستہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ سورت سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ﷺ ہیں، کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے اہل مکہ کو خط لکھ کر خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ مکہ کو فتح کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کا انکشاف نبی اکرم ﷺ پر وحی کے ذریعہ فرمادیا۔چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ کو اُس عورت کے پیچھے روانہ کیا جو خط لے کر جارہی تھی۔وہ خط اس عورت نے اپنے سر کے بالوں میں چھپایا تھا۔(وہ خط برآمد کر کے نبی اکرم ﷺ کے لایا گیا) اس دوران سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے۔آپ ﷺ نے

دریافت فرمایا: یہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے حلفیہ بیان دیا کہ یہ کام کفر وارتداد کی بناء پر نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مکہ میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں میں نے سوچا کہ اہل مکہ کو کچھ اطلاع کر دوں تاکہ وہ میرے احسان مند رہیں اور میرے بچوں کی حفاظت کریں۔

(آپ ﷺ نے سیدنا حاطب رضی عنہ کی سچائی کی بناء پر انہیں معاف فرمادیا) لیکن بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا:

وما یدریک ان اللہ اطلع علی اھل بدر ، فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

''تمہیں کیا معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے بارے میں فرمادیا ہے کہ تم چاہے جو بھی عمل کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔''

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ 'بدری صحابی' نہ ہوتے تو اس خط کی بناء پر قتل کر دیئے جاتے۔ اس سورت میں اس کے شانِ نزول کے علاوہ بھی کئی دلائل موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے عداوت رکھنا لازمی اَمر ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرنے سے روکا ہے کیونکہ کفار اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھتے ہیں، اسی باعث وہ ہمارے بھی دشمن ہیں۔ اس بات کو ایک مثال کے ذریعے سمجھئے:

ایک مثال: مثال کے طور پر آپ کسی کے ملازم ہیں، تمہارا مالک ہر طرح سے خیال رکھتا ہے، وہ تمہاری ضروریات وفوائد کے حصول اور مصائب وتکالیف کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ کچھ لوگ تمہارے مالک کے دشمن ہیں، کیا تمہاری عقل کے نزدیک یہ درست ہوگا کہ تم اپنے مالک کے دشمنوں کو دوست بناؤ؟ اگرچہ تمہیں ان سے دوستی کرنے سے روکا بھی نہ گیا ہو؟ اور اگر تمہیں سختی سے منع کر دیا جائے اور تمہارا آقا تمہیں اپنے دشمنوں سے دوستی کرنے پر اپنی ناراضگی اور سزا دینے کا اظہار کرے اور تمہیں فوائد کے بجائے نقصان پہنچانے کا اظہار کرے تو کیا پھر بھی تم اس سے دوستی کرگے؟؟ اور اگر وہ تمہارے مالک کے ساتھ تمہارا بھی دشمن ہو تو کیا اس کو اپنا دوست بناؤ گے؟ اسی طراح اگر تم ان تمام خطرات کے باوجود کفار سے دوستی کرنے سے باز نہ آؤ گے تو تم سے بڑا ظالم اور کم عقل کوئی نہ ہوگا۔

زیرِ نظر سطور میں ہم سورۃ ممتحنہ کی ابتدائی آیات کی مختصر وضاحت رقم کررہے ہیں ،فرمان باری تعالیٰ ہے ''تلقون الیھم بالمودۃ'' ''تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو''۔آیت کریمہ کا یہ حصہ شبہات کے شکار لوگوں کو غلط ثابت کرنے کے لیے کافی ہے جو لوگ اس بات سے انکاری ہیں کہ ہم مشرکین سے دوستی و محبت نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ایسا کام نہیں کرتے حالانکہ (وہ ایسا کہنے کے باوجود) اہل باطل کی اپنے مالوں کے ذریعے مدد کرتے ہیں۔اور اپنی زبان (وقلم) کے ساتھ ان پر الزامات واعتراضات کا دفاع کرتے ہیں۔اور مسلمانوں کے خفیہ رازوں کو کفار پر آشکارا کرتے ہیں۔ذرا سوچیے کہ اس آیت میں تو اس خط کا ذکر نہیں جس کی وجہ سے یہ سورت نازل ہوئی ہے ۔اور جس کو اللہ تعالیٰ نے ''محبت کے پیغام'' سے تعبیر فرمایا ہے۔یہ آیت تو بہت واضح ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''(یہ کفار) اس حق کا جو تمہارے پاس آچکا، انکار کرتے ہیں۔(یہ لوگ) پیغمبر اور خود تمہیں اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو۔''

اس آیت میں ان اہم وجوہات کا ذکر ہے جن کی وجہ سے کفار سے عداوت لازمی قرار پائی ان وجوہات میں کفار کا اللہ کے نازل کردہ حق (قرآن) کا انکار اور رسول اللہ ﷺ و مومنین کو محض ایمان باللہ کی وجہ سے جلاوطن کرنا شامل ہیں۔جو مسلمان ایسے کفار سے دوستی کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے کی وعید سناتے ہوئے فرماتا ہے:''اور تم میں سے جو اس کام میں (کفار سے دوستی) کرے گا یقیناً وہ راہِ راست سے بھٹک جائے گا''۔یعنی جو شخص اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرے گا اور ان کی طرف محبت بھرے پیغام بھیجے گا خفیہ تعلقات قائم کرے گا، وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا ہے اور راہِ راست کو چھوڑ چکا ہے۔

اس سورت کی دوسری آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''اگر وہ کہیں تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے کھلے دشمن ہو جائیں گے اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگ جائیں گے۔

یعنی اگر یہ کفار مسلمانوں پر غالب آ گئے تو مسلمانوں کو سخت عذاب سے دوچار کریں گے۔ اور مسلمانوں کے خلاف ظلم وتشدد اور قتل وغارت گری سے باز نہیں آئیں گے، اگرچہ یہ مسلمان کفار سے دوستی اور (خفیہ خط وکتابت) کے ذریعے تعلقات کے دعوے دار ہوں۔ یہ کفار نہ تو کبھی مسلمانوں سے خوش ہوں گے اور نہ ہی اپنے شر سے ان کو بچائیں گے۔ حتیٰ کہ یہ (نام نہاد) مسلمان اپنے دین کو چھوڑ کر کفار کے مذہب کو اختیار نہ کرلیں۔ اسی بارے میں فرمانِ الٰہی ہے: ''یہ کفار دل سے چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ''۔ دوسرے مقام پر فرمایا: (اے نبی) تم سے یہود ونصاریٰ ہرگز راضی نہ ہوں گے حتی کہ تم ان کے دین کی اتباع کرنے لگ جاؤ۔ [تاریخ اسلام اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ کفار نے کبھی غداروں کو اپنے ہاں پناہ نہیں دی بلکہ ان کو غدار ہی سمجھا ہے۔ سقوطِ بغداد اور سقوطِ غرناطہ کے ذمہ دار غدار مسلمانوں کا حشر سارا عالم اسلام جانتا ہے (از مترجم)]

سورۂ ممتحنہ کی تیسری آیت کریمہ میں فرمایا: ''تمہاری رشتہ داریاں اور اولاد تمہیں قیامت کے دن کام نہ آئیں گی''۔ اس آیت میں وضاحت کی گئی ہے کہ کسی مسلمان کا کوئی رشتہ دار یا اولاد میں سے کوئی مشرک ہے تو پھر بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ مشرک رشتہ داروں سے دوستی قائم کرے۔ جیسا کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے عذر پیش کیا کہ ان کی اولاد مکہ میں موجود تھی اور رشتہ داری بھی تھی (اور ان کو کفار کے شر سے بچانے کی کاطر یہ اقدام کیا) مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کو قبول نہیں فرمایا کیونکہ ہر مسلمان کے لیے فرض ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرے۔ کامل ایمان کا حصول اسی وقت ممکن ہے جب کوئی مسلمان اپنی اولاد، ماں باپ بلکہ ساری کائنات سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''تمہاری اولاد اور تمہارے رشتہ دار تم کو عذاب الٰہی سے نجات نہیں دلا سکتے''۔ تو پھر تم ان کو کیوں حکم الٰہی سے مقدم ٹھہراتے ہو؟ کیوں ان کی وجہ سے اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تمہارا واقفِ حال ہے، وہ تمہارے اقوال، اعمال اور نیتوں سے خوب واقف ہے۔

اس آیت کے بعد بیان فرمایا کہ مومنین سے دوستی کرنے اور کفار سے ترک تعلق کرنے کا حکم صرف امت محمدیہ کیلئے نہیں بلکہ یہ تو ایسی صراط مستقیم ہے جس پر تمام انبیاء ورسل گامزن رہے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ عمل ہے، جب ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، سب سے بیزار ہیں۔ ہم تمہارے عقائد کے منکر

ہیں ،جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ،ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت رہے گی.......''۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم ابراہیم خلیل اللہ اوران کے ساتھیوں کے اس قول کی پیروی کریں جب انہوں نے کہا کہ ہم مشرکوں اوران کے معبودانِ باطلہ سے بیزار ہیں۔ذرا سوچیۓ! کہ جب ہر مسلمان پر لازمی ہے کہ وہ یہ بات اپنے درمیان بسنے والے مشرکوں کو کہے! تو کیا ان کفار سے اظہار برأت کرنا زیادہ اہم،ضروری اور فرض نہ ہوگا جو ہمارے دشمن بھی ہیں؟اوراس آیت میں ایک اہم نکتہ بھی موجود ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غیر اللہ کی پوجا کرنے والے مشرکین سے اظہار برأت کرنے کو بتوں سے اظہار برأت کرنے پر مقدم فرمایا ہے۔کیونکہ کچھ لوگ بتوں سے نفرت کرتے ہیں مگران کے پجاری مشرکین سے نفرت کا اظہار نہیں کرتے۔حالانکہ ایسا کرنے سے دشمنی کے تمام تقاضے پورے نہیں ہوتے۔اگر کوئی مشرکوں سے نفرت کا اظہار کرے گا توان کے معبودانِ باطلہ سے اظہار برأت خود بخود ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وأعتزلكم وما تدعون من دون الله وأدعو ربّي عسى ألّا أكون بدعاء ربي شقيا .

''(ابراہیم علیہ السلام نے کہا) میں تمہیں بھی اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو سب کو چھوڑ رہا ہوں ۔میں صرف اپنے رب کو پکارتا رہوں گا۔مجھے یقین ہے کہ میں اپنے رب سے دعا مانگنے میں محروم نہ رہوں گا''۔ (مریم:۴۸)

اس آیت میں بھی مشرکوں سے دوری اختیار کرنے کوان کے معبودوں سے مقدم رکھا گیا ہے۔سورۂ مریم ہی کی دوسری آیت میں ہے:

ترجمہ: لہٰذا جب ان مشرکوں سے دوری اختیار کی اور جن کی یہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے تھے (ان سے بھی جدا ہو گئے)۔

اوراسی طرح سورۂ کہف (آیت نمبر ۱۶) میں موجود ہے۔ان تمام آیات میں مشرکوں کوان کے معبودوں سے مقدم کیا گیا ہے۔

آپ ان اہم نکات پر غور فرمایئے! یہ نکات اللہ کے دشمنوں سے عداوت کے دروازے کھولتے ہیں۔کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خود تو شرک نہیں کرتے مگر مشرکوں کو اپنا دشمن بھی نہیں سمجھتے،حالانکہ تمام انبیاء ورسل کے متفقہ دین (کفار سے دشمنی) کو چھوڑ کر مسلمان نہیں بنا جا سکتا۔

[آج ہمارے دور میں آپ کو بڑے مشرک ملیں گے جیسے قبروں، ولیوں ،تعزیوں وغیرہ کو پوجنے والے جن کا شرک بہت واضح ہے ۔مگر بہت سارے شرک نہ کرنے والے موحد ان لوگوں سے بغض وعداوت اور دشمنی نہیں رکھتے جو ضروری ہے ۔(مترجم)]

سورۂ ممتحنہ کی چوتھی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :''ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں ۔جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ،ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی'' ۔ابراہیم علیہ السلام کے اس فرمان پر غور کیجئے !اس آیت میں دشمنی کو بغض ونفرت پر مقدم رکھا گیا ہے ۔کیونکہ دشمنی کرنا نفرت سے زیادہ اہم ہوتی ہے ۔کوئی شخص بعض اوقات مشرکین سے بغض تو رکھتا ہے مگر دشمنی نہیں کرتا ۔مکمل دشمنی کے تقاضے اسی وقت پورے ہوتے ہیں جب دشمنی اور بغض دونوں یکساں طور پر ہو اور ساتھ ساتھ یہ دشمنی کھلم کھلا واضح اور روزِ روشن کی طرح عیاں ہو۔

اس بات کا علم بھی ضروری ہے کہ جب بغض صرف دلی جذبات تک محدود ہو اور اس کے آثار واضح نظر نہ آئیں تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا ۔فائدہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب بغض کے ساتھ ظاہری دشمنی ،عدوات اور نفرت شامل ہو۔تب ہی کہا جاسکتا ہے کہ بغض اور دشمنی ظاہر اور واضح ہے ۔مگر جب تم دیکھو کہ دوستی بھی جوں کی توں قائم ہے اور قطع تعلق بھی نہیں ہے تو یہ روش بغض ونفرت کے نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے ۔اگر آپ اس نکتہ پر غور فرمائیں گے تو بہت سے شکوک وشبہات رفع ہوجائیں گے ۔سورۂ ممتحنہ کی آیت نمبر ۹ میں بیان کیا گیا ہے کہ ''اللہ صرف تمہیں ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں لڑی ہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہیں گھروں سے نکالنے میں (کفار کی) مدد کی ہے ۔جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ (یقیناً) ظالم ہیں''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار سے ترکِ تعلق اور ترکِ دوستی کا ذکر فرماتے ہوئے ان وجوہات کو بیان فرمایا ہے جن کے باعث کفار سے دشمنی کرنی پڑی ۔ان وجوہات میں اہم ترین یہ ہیں کہ یہ کفار مسلمانوں سے محض ان کے دین اسلام کی وجہ سے لڑائی کرتے ہیں ۔یعنی تمہارے دین سے ان کی دشمنی نے ان کو تمہارے خلاف جنگ وجدل پر ابھارا ہے ان کا دوسرا مقصود یہ ہے کہ وہ مومنین کو ان کے وطنوں سے نکال باہر کرتے ہیں ۔اور ایسا کرنے والوں کی مدد بھی کرتے ہیں ۔جو شخص ان اہم وجوہات کے باوجود ان سے دوستی کرے گا وہ تو بڑا ظالم ہوگا۔

[اسرائیل کے یہودیوں نے فلسطین کے مسلمانوں کو جلاوطنی پر مجبور کیا ہوا ہے جبکہ امریکہ یہودیوں کی

ہر طرح سے مدد کرتا ہے۔]

یہ آیت اس بات کی اہم دلیل ہے کہ کفار سے دوستی ایمان کے منافی ہے (وہ دلیل یہ فرمان ہے کہ ''**انما ینھا کم** ''میں ''**انما**'' حصر کا فائدہ دیتا ہیت اور واضح انکار کو بیان کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے صرف تین وجوہات کو ذکر کر کے لفظ ''**انما**'' کلمہ حصر بیان فرمایا ہے یہ ایک اہم لفظ ہے)۔

اسی سورۃ ممتحنہ کی آیت نمبر۱۳ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایسے لوگوں کی دوستی سے منع فرمایا ہے جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے۔۔لہٰذا کسی مومن کو زیب نہیں دیتا اور نہ ہی اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی کرے جو ایسے کام کرتے ہیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔کیونکہ ان سے دوستی ایمان کے منافی ہے۔

زیر نظر سطور میں ایک اہم مسئلہ کا تذکرہ کئے دیتے ہیں جس سے خبردار کرنا ضروری تھا تاکہ مشرکوں کے دین سے کامل اجتناب اور دوری اختیار کی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: (اے محمد ﷺ) ''آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔ آپ کہہ دیجئے اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے۔ اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ ہی مددگار''۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غور کیجئے اللہ تعالیٰ نے کفار کے دین و مذہب کے بارے میں کیا کیا خبریں بیان فرمائی ہیں اور کفار کی حرص و خواہش کی پیروی سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ کفار اس وقت تک مسلمانوں سے راضی نہیں ہوتے جب تک ان کے دین و ملت کی مکمل اتباع نہ کی جائے۔ کفار کی خواہش یہ ہے اور ادھر مسلمانوں کو ان کی چھوٹی بڑی کسی بھی خواہش کی اتباع سے منع فرمایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

فاستقيما ولا تتبعان الذين لا يعلمون . (یونس : ۸۹)

اور تم استقامت اختیار کرو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں اور سورۂ اعراف ۱۴۲ میں بیان کیا گیا ہے:

وقال موسىٰ لاخيه هارون اخلفنى في قومي وأصلح ولا تتبع سبيل المفسدين .

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا میرے بعد ان کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا۔ (الاعراف:۱۴۲)

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: ''کفار اور مشرکین کی مشابہت سے منع کرنے والی دلیلوں میں سے بعض دلائل

مذکورہ بالا ہیں۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سابقہ کلام کے اسرار ورموز کو بیان فرماتے ہوئے وضاحت کرتے ہیں کہ کفار کی ظاہری مشابہت سے اس لئے منع نہیں کیا کہ ظاہری مشابہت خفیہ دوستی اور محبت کی علامت ہے بلکہ منع کرنے کی اہم وجہ یہ ہے کہ یہ مشابہت انسان کو کفر اور معصیت کی طرف لے جاتی ہے۔

کفار کی دوستی سے منع کرنے اور ان کی مشابہت اختیار نہ کرنے کا اہم سبب یہی کفر اور معصیت ہے۔ جب آپ ان وجوہات واسباب سے واقف ہو جائیں گے تو یہ بھی جان لیں کہ عوام الناس میں سے اکثریت کس حد تک کفار ومشرکین کی دوستی کی دلدل میں اتر چکی ہے۔ اسی باعث تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اطاعت بلکہ ان کی خواہشات کی پیروی سے بھی روکا تھا۔ مگر جس بات سے ڈرایا جا رہا تھا لوگ اسی میں مبتلا ہو گئے اور ہلاکت وگمراہی کے گڑھے میں گر پڑے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سیدھے اور درست راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔